علم میراث کے اہم مباحث

ڈاکٹر عبدالواحد صاحب
جامعہ مدنیہ لاہور

الحمد للہ ربّ العالمین والصّلاۃ والسّلام علیٰ خیر خلقہٖ محمّد واٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

علم میراث کی اہمیت علم میراث جس کو حدیث میں علم الفرائض کہا گیا ہے انتہائی اہم علم ہے اس کی اہمیت پر مندرجہ ذیل احادیث دال ہیں:

۱۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعلموا الفرائض والقراٰن وعلموا النّاس فانی مقبوض[۱]۔ (رواہ الترمذی)

ترجمہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرائض اور قرآن سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ کیونکہ میں اٹھایا جانے والا ہوں۔

۲۔ عن ابن مسعودؓ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعلموا العلم وعلموہ الناس تعلموا الفرائض وعلموھا النّاس تعلموا القراٰن وعلموہ النّاس فانی امرء مقبوض والعلم سینقص[۲] (رواہ الدارمی والدارقطنی)

ترجمہ:۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے

---

[۱] کتاب العلم مشکوٰۃ فصل ثانی
[۲] کتاب العلم فصل ثالث مشکوٰۃ

فرمایا علم سیکھو اور اسے لوگوں کو سکھاؤ فرائض سیکھو اور انھیں لوگوں کو سکھاؤ قرآن سیکھو اور اسے لوگوں کو سکھاؤ کیونکہ میں اٹھایا جانے والا ہوں اور علم عنقریب ختم ہو جائے گا۔

۳۔ زاد رزین (علی حدیث ابی ھریرۃ) وان مثل العالم الذی لا یعلم الفرائض کمثل البرنس لا راس له[1]

ترجمہ:۔ اس عالم کی مثال جو فرائض نہیں جانتا اس برنس کی طرح جس کی ٹوپی نہ ہو۔

۴۔ للقزوینی بضعف: تعلموا الفرائض و علموه فانه نصف العلم وھو ینسی وھو اوّل شئ ینزع من امتی[2]

ترجمہ:۔ فرائض سیکھو اور اسے لوگوں کو سکھاؤ کیونکہ یہ نصف علم ہے اور بھول جاتا ہے اور یہ میری امت میں سے سب سے پہلے اٹھایا جائے گا۔

۵:۔ عن عقبۃ بن عامر (رفعہ) تعلموا الفرائض قبل الظانین یعنی الذین یتکلمون بالظن رزین[3]

ترجمہ:۔ اٹکل کرنے والوں یعنی وہ لوگ جو محض اٹکل سے بات کرتے ہیں ان کے وجود میں آنے سے پیشتر اور فرائض سیکھ لو۔

ذیل میں ہم علم میراث کے اہم مباحث اور مسائل بمعہ دلائل ذکر کرتے ہیں۔

میّت کے ترکہ کے ساتھ علی الترتیب چار قسم کے حقوق متعلق ہوتے ہیں اوّل تجہیز و تکفین دوم قرض و دین سوم وصیت چہارم ورثاء کے درمیان تقسیم میراث۔

تجہیز و تکفین

مولانا سیّد اصغر حسین صاحب رحمہ اللہ سراجیہ پر اپنے حاشیہ کی تقدیم میں لکھتے ہیں۔

ویستدل بالابتداء بالتکفین بحدیث مصعب بن عمیر رضی اللہ عنه لما توفی لم یکن له الا رداء لوغطی راسه بدا رجلاه

---

[1] جمع الفوائد ص ۳۶ ج ۱

[2] جمع الفوائد ص ۳۶ ج ۱

[3] جمع الفوائد ص ۳۶ ج ۱

ولو غطی رجلاہ بدا راسہ فقال علیہ السلام غطوا راسہ واجعلوا علی رجلیہ من الاذخر فکفنہ علیہ السلام فی ردائہ ولم یسئل انہ ھل بقی للدین والوصیۃ شئ ام لا۔

ترجمہ: تکفین کے ساتھ ابتدا کرنے پر مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے کہ جب ان کی وفات ہوئی تو ان کے پاس فقط ایک چادر تھی اگر اس سے ان کا سر ڈھانپتے تو ان کی ٹانگیں کھل جاتیں اور اگر ٹانگیں ڈھانپتے تو سر کھل جاتا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا ان کا سر ڈھانپ دو اور ان کی ٹانگوں پر اذخر گھاس ڈال دو۔ آپ نے ان کی چادر میں ان کو کفن دیا اور یہ نہیں پوچھا کہ دین و وصیت کے لیے بھی کچھ باقی بچا ہے یا نہیں

کفن درمیانہ درجہ کا ہونا چاہیئے

۱۔ عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کفن احدکم اخاہ فلیحسن کفنہ۔ رواہ مسلم[۱]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو اس کو اچھا کفن دے۔

۲۔ عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تغالوا فی الکفن فانہ یسلب سلبا سریعا۔ رواہ ابوداود[۲]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کفن میں باہم غلو نہ کرو کیونکہ یہ بہت جلد ختم ہونے والا ہے۔

قرض و وصیت قرآن پاک میں ہے۔

من بعد وصیۃ یوصی بھا او دین — ان میں بھی قرض و دین کو وصیت پر تقدم حاصل ہے

---

۱ (مشکوٰۃ باب غسل المیت وتکفینہ)

۲ (مشکوٰۃ 〃 〃 〃 〃 〃)

عن علی رضی اللہ عنہ قال انکم تقرءون هذه الآیة مِنْ بَعْدِ وَصِیَّةٍ توصُوْنَ بِهَا اَوْ دَیْنٍ وان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضٰی بالدین قبل الوصیة [1] (رواہ الترمذی وابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اس آیت من بعد وصیة توصون بها أو دین کو (اس طرح) پڑھتے ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دَین کا وصیت سے پیشتر فیصلہ فرمایا۔

وارث کیلیے وصیت نہیں۔

عن ابی امامةؓ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی خطبتہٖ عام حجة الوداع ان اللہ قد اعطی کل ذی حق حقہ فلا وصیة لوارث۔ (رواہ ابوداود وابن ماجہ) [2]

وفی روایة الدارقطنی لا تجوز وصیة لوارث الا ان یشاء الورثة

ترجمہ:۔ ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حجة الوداع کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ میں یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق دیدیا ہے (یعنی بتا دیا ہے) لہذا وارث کے لیے وصیّت نہیں ہے۔
دارقطنی کی روایت میں ہے وارث کے لیے وصیّت جائز نہیں الا یہ کہ ورثہ راضی ہوں۔

تقسیم میراث | اس کے بارے میں آگے چل کر لکھیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

موانع ارث (میراث سے محروم کرنیوالے امور)

یہ چار ہیں۔

۱۔ غلامی | خواہ کامل ہو جیسے خالص غلام (قن) میں یا ناقص ہو جیسے مکاتب، مدبر اور ام ولد غلام کی میراث سے محرومیت کی وجہ یہ ہے کہ

لہ مشکوٰۃ کتاب الفرائض ؎۲ ایضاً

i ۔ لان الرقیق مطلقا لا یملك المال بسائر اسباب الملك فلا یملکه ایضا بالارث

چونکہ مطلق غلام ملکیت کے دیگر اسباب سے مال کا مالک نہیں بنتا لہذا ایسے ہی وراثت سے بھی مالک نہیں بنے گا ۔

ii ۔ ولان جمیع ما فی یدہ من المال فهو لمولاہ فلو ورثناہ من اقربائه لوقع الملك لسیدہ فیکون توریثا للاجنبی بلا سبب وانه باطل اجماعا ۔ (سراجیہ)

نیز اس کے قبضے میں جو مال ہو وہ اس کے مالک کا ہوتا ہے لہذا اگر ہم غلام کو اس کے قرابتداروں کا وارث بنائیں تو مال میراث میں ملکیت غلام کے مالک کی ہوگی اور اس طرح یہ کسی اجنبی کو بغیر کسی سبب کے وارث بنانا ہوگا جو کہ بالاتفاق باطل ہے ۔

غلام کے قبضے میں مال میں ملکیت اس کے مالک کی ہوتی ہے ۔ اس پر یہ حدیث دلالت کرتی ہے ۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من باع عبدا وله مال فماله للبائع الا ان یشترط المبتاع[1] (متفق علیه)

ترجمہ :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے اپنا غلام بیچا اور غلام کے پاس مال ہو تو وہ مال بیچنے والے کا ہوگا مگر جبکہ خریدنے والا اس کی شرط کرلے۔

ابوبکر جصاص رحمہ اللہ ذکر کرتے ہیں کہ غلام کے میراث سے محروم ہونے پر اجماع ہے۔

فمما اتفق علیه ان الکافر لا یرث المسلم وان العبد لا یرث وان قاتل العمد لا یرث[2]

ترجمہ :۔ جن امور پر فقہاء کا اتفاق و اجماع ہوا ہے یہ ہیں اوّل کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا دوم غلام وارث نہیں ہوتا سوم قاتل عمد وارث نہیں ہوتا۔

---

[1] اعلاء السنن ج ۱۸ ص ۳۳۹

[2] احکام القرآن ج ۲ ص ۱۰۱

۲۔ قتل (یعنی وارث کا اپنے مورث کو قتل کرنا)

i ۔ عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده ان النبی صلی الله علیه وسلم قال لیس للقاتل شیٔ وان لم یکن له وارث فوارثه اقرب الناس الیه ولا یرث القاتل شیئا [۱]	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قاتل کے لیے کچھ (میراث) نہیں ہے اور اگر مقتول کا کوئی وارث نہ ہو تو لوگوں میں سے اس کا قریب ترین اس کا وارث ہوگا اور قاتل میراث میں کچھ نہ پائے گا۔
ii ۔ عن عمر رضی الله عنه انه قال لا میراث للقاتل۔	حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا قاتل کے لیے میراث نہیں ہے۔
iii ۔ عن عبیدة السلمانی انه قال لا میراث للقاتل بعد صاحب البقرة۔ [۲]	عبیدہ سلمانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا گائے والے (سورہ بقرہ میں جس کا ذکر ہے) کے بعد سے قاتل کے لیے میراث نہیں ہے۔

قتل عمد اور شبہ عمد میں قاتل کے میراث سے محروم ہونے پر اجماع ہے جیسا کہ ابوبکر جصاص رحمہ اللہ کے قول میں اوپر تصریح گزر چکی ہے البتہ قتل خطا اور قتل بالتسبیب میں اختلاف واقع ہوا ہے۔

و ۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ہر قسم کا قتل (یعنی عمد خطا اور بالتسبیب) خواہ بچے نے کیا ہو یا مجنون نے یا عاقل نے میراث سے محرومی کا باعث ہے۔

ب ۔ امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد اور امام مالک رحمہم اللہ کے نزدیک قتل عمد اور قتل خطا میراث سے محرومی کا باعث ہیں۔ البتہ قتل بالتسبیب محرومی

---

[۱] اعلاء السنن ج ۱۸ ص ۳۳۸

[۲] حاشیہ بہشتی زیور ص ۱۲

کا موجب نہیں ہے کیونکہ میراث سے محرومی ایک امر ممنوعہ کے ارتکاب پر سزا کے طور سے ہے جبکہ قتل بالتسبیب حقیقۃً قتل نہیں ہے کیونکہ قاتل بالتسبیب نے خود قتل کا ارتکاب نہیں کیا ہے۔ اسی طرح قاتل اگر بچہ یا مجنون ہو تو وہ بھی میراث سے محروم نہیں ہوتا۔

ان کے نزدیک گویا قاعدہ یہ ہے کہ ہر وہ قتل جو فی نفسہ قصاص یا کفارہ کا تقاضا کرتا ہو (اگرچہ قتل کرنے والے مثلاً والد کو اس کی شرافت والدیت کی بنا پر قصاص میں قتل نہیں کیا جاتا) میراث سے محرومی کا باعث ہے۔

ج۔ امام اوزاعی رحمہ اللہ اور بعض اہل مدینہ کا قول ہے کہ قتل عمد میں تو میراث سے محرومی ہوتی ہے البتہ قتل خطا میں محروم نہیں ہوتا سوائے دیت میں ایسا ہی قول حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

د۔ عثمان البتی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ قتل خطا سرے سے میراث سے محروم نہیں کرتا خواہ دیت میں ہو یا دیگر اموال میں[1] (حاشیہ بر شریفیہ)

قتل خطا میں میراث سے محرومیت کا قول کرنے والوں کی تائید ان روایات سے بھی ہوتی ہے۔

روی عبد الرحمٰن بن حرملة عن رجل من حزام ان رجلا من حزام یقال له عدی الخراق کان بین امراتین له محاورة فرمی عدی احدھما بحجر فماتت فخرج عدی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی غزوة تبوك فسئاله عن شان المرأة فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعقلھا ولا ترثھا[2]۔

ترجمہ:۔ حزام قبیلہ کے ایک عدی خراق نامی شخص کی دو بیویوں کے درمیان تلخ کلامی ہوئی عدی نے ان میں سے ایک پر پتھر مارا جس سے وہ مرگئی۔ عدی رسول اللہ

---

[1] حاشیہ بر شریفیہ

[2] حاشیہ بر شریفیہ ص۱۲

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ تبوک میں نکلے اور عورت کے بارے میں پوچھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی دیت ادا کرو اور تم اس کے وارث نہیں ہوگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو دیت اور دیگر اموال کے مابین فرق کیا اور نہ ہی قتل عمد اور قتل خطا کے درمیان فرق کیا حالانکہ اگر ان کے حکم میں فرق ہوتا تو آپ ضرور استفسار فرماتے اور ظاہر یہی ہے کہ وہ قتل خطا تھا کہ وہ عورت کی تادیب کرنا چاہتے ہونگے قتل کرنا نہیں۔

۲- روی عن حداس بن عمرو انہ قال رمی رجل بحجر فاصاب امہ یعنی قتلها فرفع ذلك الی علی رضی اللہ عنه فقال للقاتل میراثك منها الحجر[1]

ترجمہ:- ایک شخص نے پتھر پھینکا جو اس کی ماں کو لگا (اس سے) وہ مرگئی۔ یہ معاملہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو آپ نے قاتل سے فرمایا کہ تیری ماں سے تیری میراث پتھر ہے (یعنی تجھے میراث میں کچھ مال نہ ملے گا)

۳- اختلافِ دین

۱- عن اسامة بن زید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یرث المسلم الکافر ولا الکافر المسلم[2] (متفق علیہ)

ترجمہ: اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کافر کا وارث نہیں ہے اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہے۔

۲- عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جدہ - عبد اللہ بن عمرو- قال قال رسول صلی اللہ علیہ وسلم لا یتوارث اهل ملتین شتی[3] (ابو داود)

---

[1] حاشیہ بر شریفیہ ص۱۲
[2] اعلاء السنن جلد ۱۸ ص۳۲۶
[3] اعلاء السنن جلد ۱۸ ص۳۳۲

ترجمہ :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دو مختلف ملتوں والے باہم ایک دوسرے کے وارث نہیں ہیں۔

اس میں چند صورتیں ہیں۔ کافر کا مسلمان کی میراث حاصل کرنا۔ مختلف ملتوں والے کافروں کا آپس میں ایک دوسرے کی میراث حاصل کرنا۔ مسلمان کا مرتد کی میراث حاصل کرنا۔

اوّل کافر کا مسلمان کی میراث حاصل کرنا۔

جیسا کہ پہلے حوالہ گزر چکا ہے اس پر سب صحابہ اور بعد کے فقہاء کا اتفاق واجماع ہے کہ کافر مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا۔ اس کے لیے ایک دلیل تو مذکورہ بالا حدیث ہے اور دوسری دلیل قرآن پاک کی یہ آیت ہے۔

ولن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا۔ (سورۃ نساء آیت ۱۴۱)

ترجمہ :۔ اور ہرگز نہ دے گا اللہ کافروں کو مسلمانوں پر غلبہ کی راہ۔

دوم مسلمان کا کافر کی میراث حاصل کرنا۔

ؤ۔ معاذ بن جبل، معاویہ بن ابی سفیان، حسن بصری محمد بن حنفیہ اور محمد بن علی ابن الحسین (زین العابدین) اور مسروق رضی اللہ عنہم کا قول ہے کہ مسلمان کو کافر کی میراث حاصل ہوگی اور ان کا استدلال اس حدیث سے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا الاسلام یعلو ولا یعلی (اسلام غالب و بلند ہوتا ہے مغلوب نہیں) اور اس کے غلبہ کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ مسلمان کافر کا وارث ہو کافر مسلمان کا وارث نہ ہو۔

ب۔ حضرت علی، حضرت زید اور عام صحابہ رضی اللہ عنہم امام ابو حنیفہ، ابو یوسف، محمد اور شافعی رحمہم اللہ اس بات کے قائل ہیں کہ مسلمان کافر کا وارث نہیں ہو سکتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی قول منقول ہے۔

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ انہ قال الکفر ملۃ واحدۃ لا نرثہم ولا یرثوننا[1] (کتاب الآثار لابی یوسف)

---

[1] اعلاء السنن جلد ۱۸ ص ۳۳۶

ترجمہ : حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کفر ایک ملت ہے نہ ہم ان (کافروں) کے لیے وارث ہیں اور نہ وہ ہمارے وارث ہیں ۔

ان لوگوں کی جانب سے پہلے قول کے قائلین نے حدیث الاسلام یعلو ولا یعلی سے جو استدلال کیا ہے یہ جواب دیا جاتا ہے کہ حدیث میں نفس اسلام کا ذکر ہے توارث کا نہیں اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر ایک جہت سے اسلام ثابت ہو رہا ہو اور دوسری جہت سے ثابت نہ ہو تو اسلام کی جہت کو غلبہ حاصل ہوگا مثلاً ایک بچہ ہو جس کے والدین میں سے ایک کافر اور دوسرا مسلمان ہو تو بچے میں اسلام کی جہت غالب ہوگی اور بچہ مسلمان سمجھا جائے گا ۔

نیز یہ حدیث وارث میں صریح نہ ہونے کی بنا پر حدیث لا یرث المسلم الکافر ولا الکافر المسلم کے لیے مبطل نہیں ہو سکتی ۔

نوٹ : اثنا عشری شیعہ ، آغاخانی ، پرویزی ، لاہوری مرزائی اور قادیانی چونکہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں لہذا ان کے اور مسلمانوں کے درمیان توارث نہیں ہوگا اور جو مسلمان العیاذ باللہ اپنے دین کو ترک کر کے ان مذاہب میں سے کسی کو اختیار کرے وہ مُرتد ہے جس کا بیان آگے آ رہا ہے ۔

<u>سوم مختلف ملتوں والے کافروں کا آپس میں ایک دوسرے کی میراث پانا ۔</u>

۱ ۔ جمہور فقہاء کا قول یہ ہے کہ کفار آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں اگرچہ ان کے مذاہب مختلف ہوں کیونکہ کفر ایک ملت ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ الکفر ملۃ واحدۃ ۔

ان کے قول کے مطابق حدیث لا یتوارث اھل ملتین شتی میں ملتین سے صرف دو ہی ملتیں مراد ہیں یعنی اسلام اور کفر ۔

۲ ۔ ابن ابی لیلی رحمہ اللہ کے نزدیک موسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور تورات کے منزل من اللہ ہونے کے عقیدے پر متفق ہونے کی وجہ سے یہود و نصاریٰ ایک ملت کے ہیں اور مجوس علیحدہ ملت ہیں لہذا یہود و نصاریٰ تو آپس میں ایک دوسرے کے وارث بنتے ہیں لیکن ان کا مجوس کے ساتھ توارث نہیں ہے ۔

۳ ۔ بعض فقہاء یہود و نصاریٰ کو بھی حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے بارے میں اختلاف اعتقاد کی بنا پر علیحدہ ملتیں شمار کرتے ہیں اوران کا استدلال اس آیت سے بھی ہے ان الّذین امنوا و الّذین ھادوا والنصارٰی ۔ کیونکہ شئی کا عطف غیر پر تو ہوتا ہے اپنے پر نہیں۔

چہارم مسلمان کا مُرتد کی میراث پانا۔

۱ ۔ مُرتد کے اس مال میں جو اس نے ارتداد سے پیشتر حالت اسلام میں کمایا ہو تین قول ہیں۔

ا ۔ حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم۔ حسن بصری، سعید بن مسیب، ابراہیم نخعی، جابر ابن زید، عمر بن عبدالعزیز، حماد بن الحکم، ابو حنیفہ ابو یوسف، محمد، زفر ابن شبرمہ، سفیان ثوری، اوزاعی اور شریک رحمہم اللہ کا قول ہے کہ مُرتد کے مسلمان وارث اس مال میں اس کی میراث پائیں گے۔

عن علی رضی اللہ عنہ انہ اتی بمستورد العجلی و قد ارتد فعرض علیہ الاسلام فابی فقتلہ وجعل میراثہ بین ورثتہ المسلمین

ترجمہ :۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس مستورد عجلی کو لایا گیا جو مُرتد ہو گیا تھا۔ علی رضی اللہ عنہ نے اس پر اسلام پیش کیا جس کا اس نے انکار کر دیا پس آپ نے اسے قتل کرادیا اور اس کی میراث اس کے مسلمان وارثوں میں کی۔

عن زید بن ثابت قال بعثنی ابوبکر عند رجوعہ الی اھل الردۃ ان اقسم اموالھم بین ورثتھم المسلمین

ترجمہ :۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے واپس آکر مجھے مرتدین کی طرف بھیجا تاکہ میں ان کے اموال ان کے مسلمان وارثوں کے درمیان تقسیم کر دوں۔

عن موسیٰ بن ابی کثیر قال سئالت سعید بن المسیب عن المرتد ھل یرث المرتد بنوہ فقال نرثھم ولا یرثوننا ۔

ترجمہ :۔ موسیٰ ابن کثیر کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے پوچھا کہ کیا مرتد کے بیٹے اس کے وارث ہوں گے انہوں نے جواب میں فرمایا ہم (یعنی مسلمان)

ان کے وارث ہیں اور وہ ہمارے وارث نہیں ۔

عن الحسن قال کان المسلمون یطیبون میراث المرتد لاھلہ اذا قتل ۔

ترجمہ :۔ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مسلمان مُرتد کے گھر والوں کے لیے اس کے قتل کیے جانے کے بعد اس کی میراث کو حلال سمجھتے تھے ۔

اس قول کی وجہ یہ ہے کہ ارتداد کے وقت مُرتد جس مال کا مالک تھا وُہ اس کی ملکیت سے نکل جاتا ہے اگرچہ یہ نکلنا اس کے اسلام کی طرف لوٹ آنے پر موقوف ہوتا ہے ۔ اگر وہ دوبارہ مسلمان ہوجائے تو مال اس کی ملکیت میں واپس لوٹ آتا ہے اور اگر وہ مرجائے یا قتل کردیا جائے یا وہ دارالحرب چلا جائے اور دارالحرب کے ساتھ اس کے لاحق ہونے کا حکم جاری کردیا جائے تو چونکہ ارتداد موت حکمی ہے گویا جس وقت وہ مُرتد ہوا وہ مرگیا لہذا ارتداد (یعنی موت حکمی) کے وقت جو اس کے مسلمان وارث ہونگے وہ اس کی میراث پائیں گے ۔ یہ مال فیٔ نہ ہوگا کیونکہ یہ مسلمان کا مال ہے اور مسلمان کا مال فیٔ نہیں ہوتا (کیونکہ ارتداد یعنی موت حکمی سے متصل قبل وہ مسلمان تھا) ۔

۲ ۔ ربیعہ بن عبدالعزیز، ابن ابی لیلیٰ ۔ مالک اور شافعی رحمہم اللہ کے نزدیک یہ مال بیت المال کی میراث ہوگی ۔

۳ ۔ قتادہ اور سعید بن ابی عروبہ رحمہما اللہ کے نزدیک اس کے مسلمان وارثوں کو میراث نہیں ملے گی بلکہ جس دین کو اس مرتد نے اختیار کیا ہے اگر اس دین میں اس کے کچھ وارث ہونگے تو وہ میراث پائیں گے ۔

ب ۔ مُرتد نے حالت ارتداد میں جو مال کمایا ہو ۔

ا ۔ ابوحنیفہ اور سفیان ثوری رحمہما اللہ کا قول ہے کہ یہ مال فیٔ ہے کیونکہ وہ ایسے کافر کا مال ہے جس کا کوئی مسلمان یا کافر وارث نہیں (کیونکہ ارتداد اس کے حق میں موت ہے ارتداد کے وقت تو وارثوں کا اعتبار ہوگا لیکن ارتداد یعنی موت حکمی کے بعد وارثوں کا اعتبار نہ ہوگا) ۔

۲ ۔ ابن شبرمہ، ابو یوسف، محمد رحمہما اللہ کے نزدیک اور اوزاعی رحمہ اللہ کی ایک روایت

کے مطابق یہ مال بھی اس کے مسلمان وارثوں میں تقسیم ہوگا۔

۴۔ اختلاف دارین

صاحب اعلاء السنن لکھتے ہیں[1]:

"اختلاف الدار لا یتحقق فی دار الاسلام باختلاف السلطنۃ لان سلاطین الاسلام یجمعھم حکومۃ واحدۃ لان حکومۃ الاسلام حکومۃ اللہ تعالیٰ والسلاطین نوابہ وعمالہ بخلاف دار الکفر فانھا تختلف باختلاف السلطنۃ لان سلاطین الکفر مستبدون بسلطنتھم ولا یسلمون الملک للہ تعالیٰ فلا یجمعھم حکومۃ واحدۃ کما یجمع سلاطین الاسلام۔

ترجمہ:۔ اختلاف دارین دارالاسلام میں حکومتوں کے اختلاف کی وجہ سے نہیں ہوتا کیونکہ مسلمان سلاطین کو ایک حکومت جمع کئے ہوئے ہے کیونکہ اسلامی حکومت اللہ تعالیٰ کی ہوتی ہے اور سلاطین اس کے نائب اور کارکن ہوتے ہیں۔ اس کے برخلاف دارالکفر میں حکومتوں کے اختلاف کی بنا پر اختلاف دارین پایا جاتا ہے کیونکہ کافر حکمران اپنی حکومت میں مستقل ہوتے ہیں اور وہ ملک اللہ تعالیٰ کے سپرد نہیں کرتے لہذا ان کو ایک حکومت نے جمع نہیں کیا ہوتا جیسا کہ مسلمان سلاطین کو جمع کیا ہوتا ہے۔

اختلاف دارین کے بارے میں دو قول ہیں:

۱۔ اختلاف دارین توارث سے مانع نہیں۔ کیونکہ نصوصِ میراث عام ہیں اور اختلاف دارین کی بنا پر تخصیص نہ تو کسی نص میں وارد ہوئی ہے اور نہ ہی اس پر اجماع منعقد ہوا ہے۔

۲۔ کافروں کے حق میں اختلاف دارین توارث سے مانع ہے۔ حنفیہ کا یہی قول ہے۔

---

[1] اعلاء السنن جلد ۱۸ ص ۳۳۳

یہ لوگ پہلے قول والوں کی دلیل کا یہ جواب دیتے ہیں کہ نصوص وراثت مطلق نہیں ہیں بلکہ اس پر اجماع ہے کہ وہ عدم مانع کے ساتھ مقید ہیں۔ لہٰذا اطلاق کو دلیل بنانا صحیح نہیں۔

اعلاء السنن میں ہے[۱]

اختلاف دارین پر یہ فرمان الٰہی دلالت کرتا ہے والمحصنت من النساء الا ما ملکت ایمانکم۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت اوطاس کی قیدی عورتوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ جن کے شوہر مشرک تھے اللہ تعالیٰ نے قید کی وجہ سے مسلمانوں کے لیے ان کو مباح کر دیا۔ نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدی عورتوں کے بارے میں فرمایا "حاملہ سے جب تک وہ بچہ نہ جن لے جماع نہ کیا جائے اور غیر حاملہ جب تک ایک حیض سے استبراء (رحم) نہ کرلے اس سے جماع نہ کیا جائے۔" فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ قیدی عورت (باندی) سے استبراء رحم کے بعد جماع کرنا جائز ہے اگرچہ دار الحرب میں اس کا شوہر ہو جب کہ وہ اس (باندی) کے ساتھ قید ہو کر نہ آیا ہو۔ پس (میاں بیوی کے درمیان) فرقت کا وقوع یا تو باندی کے اسلام کی وجہ سے ہوگا یا جس طور پر ہم نے اختلاف دارین کا ذکر کیا ہے اس کی بنا پر ہوگا یا اس میں ملکیت کے پائے جانے کی بنا پر ہوگا۔ تمام فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ باندی کا اسلام استبراء کے بعد نہیں بلکہ فی الحال فرقت کا موجب ہوگا۔ جبکہ اگر وہ کتابیہ ہو تو استبراء کے بعد حلال ہوگی (اگرچہ مسلمان نہ ہوئی ہو)۔ نیز یہ بھی ثابت ہے کہ ملکیت کا وقوع بھی نکاح کو ختم نہیں کرتا کیونکہ شادی شدہ باندی کو جب فروخت کیا جائے تو اس سے تفریق واقع نہیں ہوتی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص شادی شدہ باندی چھوڑ کر مر جائے تو وارث کی طرف باندی میں انتقال ملکیت نکاح کو ختم نہیں کرتا۔ پس تفریق واقع کرنے کے لیے صرف اختلاف دارین کی ایک وجہ باقی رہی۔

جصاص رحمہ اللہ نے کہا" قتادہ نے سعید بن مسیب کے واسطہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ

---

۱ اعلاء السنن جلد ۱۸ ص ۳۳۴ - ص ۳۳۵

ــــ سے نقل کیا کہ جب یہودی اور نصرانی عورت اپنے شوہر سے پیشتر مسلمان ہو جائے تو اس کے شوہر کا اس پر زیادہ حق ہے جب تک وہ دار الہجرت میں رہیں ۔" مفہوم مخالف سے معلوم ہوا کہ جب ان کے دار بدل جائیں تو پھر وہ شوہر اس کا زیادہ حقدار نہیں رہے گا اور جب اختلاف دار کا میاں بیوی کے درمیان تفریق کا سبب ہونا ثابت ہو گیا تو یہ توارث سے مانع ہونے پر بھی دلیل بن گیا کیونکہ نکاح اور میراث دونوں میں سے ہر ایک ولایت پر مبنی ہے ۔"

(وراثت کے ولایت پر مبنی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وارث مورث کے مال میں ملکیت قبضہ اور تصرف کے اعتبار سے اس کا نائب بنتا ہے)

تقسیم میراث

۱ ۔ سب سے پہلے اصحاب فرائض کے حصے دیے جائیں گے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

الحقوا الفرائض باھلھا فما بقی فھو لاولی رجل ذکر ۔

(بخاری مسلم ترمذی)

ترجمہ :۔ فرائض ان کے اصحاب کو دو پھر جو بچے وہ قریب ترین مرد کو دو ۔

فرائض سے مراد وہ مقررہ حصے ہیں جو قرآن پاک یا سنت یا اجماع سے ثابت ہوں ۔

۲ ۔ اصحاب فرائض کو دینے کے بعد جو مال باقی بچے یا اصحاب فرائض کے نہ ہونے کی صورت میں (دَین و وصیت پوری کرنے کے بعد) پورا مال عصبات کو ملے گا ۔ اس کی دلیل بھی مذکورہ بالا حدیث ہے کہ الحقوا الفرائض باھلھا فما بقی فھو لاولی رجل ذکر ۔

عصبہ ہر اس شخص کو کہتے ہیں جو اصحاب فرائض کی موجودگی میں ان کے حصے دینے کے بعد اور ان کی عدم موجودگی میں پورے مال کو صرف عصوبت کی جہت سے لیتا ہے ۔

عصبات میں پہلے ان کو دیا جائے گا جو نسب کی جہت سے ہوں پھر ان کو جو سبب کی جہت سے ہوں ۔

عصبات کی تفصیل انشاءاللہ آگے ذکر ہوگی۔

۳۔ کسی بھی قسم کے عصبات نہ ہونے کی صورت میں اصحاب فرائض کو دینے کے بعد مابقی کو دوبارہ اصحاب فرائض نسبی کے حصّوں کے تناسب سے ان ہی میں تقسیم کیا جائے گا۔ اصحاب فرائض سببی (جوکہ شوہر اور بیوی ہیں) پر رد نہیں ہوتا یعنی ان کو بچے ہوئے میں سے دوبارہ حصّہ نہیں ملتا۔

عن الشعبی قال کان علی رضی اللّٰہ عنہ یرد علی کل ذی سھم قدر سھمہ الا الزوج والمرأۃ وکان عبد اللّٰہ لا یرد علی اخت لام مع الام ولا علی بنت ابن مع البنت ولا علی اخت لاب مع اخت لاب وام ولا علی جدۃ ولا علی مرأۃ ولا علی زوج [له]

ترجمہ:۔ شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہر حصہ (فریضہ) والے پر اس کے حصّہ کے بقدر رد کرتے تھے سوائے شوہر اور بیوی کے۔ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ماں کے ساتھ ماں شریک بہن پر اور بیٹی کے ساتھ پوتی پر اور اور حقیقی بہن کے ساتھ علاتی (باپ شریک) بہن دادی بیوی اور شوہر پر رد نہیں کرتے تھے۔

عن خارجۃ بن زید قال رأیت أبی یجعل فضول المال فی بیت المال ولا یرد علی وارث شیئا۔

ترجمہ:۔ خارجہ بن زید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد (زید بن ثابت رضی اللہ عنہ) کو دیکھا کہ وہ زائد مال بیت المال میں جمع کراتے تھے وارث پر کچھ رد نہیں کرتے تھے۔

قال صاحب الاستذکار سائر الصحابۃ یقولون بالرد (کما روی ذلک عن عمر وابن عباس ایضا) وانفرد زید من

له اعلاء السنن جلد ۱۸ ص ۳۹۲

بينهم فجعل الفاضل عن ذوی الفروض والعصبات
لبيت المال ۔

ترجمہ:۔ صاحب استذکار کہتے ہیں کہ تمام صحابہ رد کرنے کے قائل تھے ۔ صرف زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تنہا تھے جو اصحاب فروض اور عصبات سے زائد مال بیت المال میں جمع کرتے تھے ۔

حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کے قول کو حسن بصری ۔ ابن سیرین ۔ شریح ۔ عطاء ۔ مجاہد ۔ سفیان ثوری، ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب رحمہم اللہ نے لیا ہے جبکہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے قول کو مالک اوزاعی اور شافعی رحمہم اللہ نے لیا ہے ۔

۴ ۔ اصحاب فرائض نسبی کی عدم موجودگی کے باعث رد نہ ہونے کی بنا پر باقی مال ذوی الارحام کو دیا جائے گا یا نہیں ؟ اس بارے میں دو قول ہیں (ذوی الارحام میت کے وہ رشتہ دار ہیں کہ جو نہ اصحاب فرائض ہوں اور نہ عصبات ہوں)

ا ۔ ذوی الارحام وارث ہوں گے ۔ یہ قول عامہ صحابہ مثلاً عمر، علی، ابن مسعود، ابوعبیدۃ بن الجراح، معاذ بن جبل، ابوالدرداء اور ابن عباس رضی اللہ عنہم (مشہور روایت) کا ہے ۔ تابعین میں سے علقمہ ابراہیم نخعی، شریح، حسن بصری، ابن سیرین، عطاء، مجاہد، طاؤس، عبیدۃ السلمانی، جابر بن زید اور مسروق رحمہم اللہ کا بھی یہی قول ہے ۔ ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے ۔ بہت سے اصحاب شافعی بھی مثلاً ابن شریح ذوی الارحام کو وارث بناتے ہیں ۔

ان کے دلائل درج ذیل ہیں ۔

۱ ۔ ارشاد باری تعالیٰ وا ولوا الارحام بعضهم اولى ببعض فى كتاب الله۔
اس آیت کا سبب نزول یہ ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات قائم کی جس کی بنا پر وہ ایک دوسرے کے وارث بھی بنتے تھے ۔ اللہ تعالیٰ نے بعد میں اس آیت کے ذریعہ سے توارث کے حکم کو بدل دیا اور

بیان کیا کہ رحمی رشتہ مواخات و موالات پر مقدم ہے۔
۲۔ ایک شخص نے سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کی طرف تیر پھینکا جوان کو لگا اور وہ اس سے مر گئے۔ ایک ماموں کے علاوہ ان کا کوئی اور وارث نہ تھا۔ ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے میں عمر رضی اللہ عنہ سے استفسار کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ جواب لکھ کر بھیجا۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ ورسولہ مولی من لا مولی لہ والخال وارث من لا وارث لہ۔ (ترمذی)

ترجمہ:۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس کا کوئی مولیٰ نہ ہو اللہ اور اس کا رسول اس کے مولیٰ ہیں اور جس کا کوئی وارث نہ ہو ماموں اس کا وارث ہے

۳۔ جب ثابت بن دحداح کی وفات ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تم ان کا نسب (یعنی نسب کی جہت سے کسی قریبی کو) جانتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ ہم میں پردیسی تھے اور ہم صرف ان کے ایک بھانجے کو جانتے ہیں جو ابولبابہ بن عبدالمنذر ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن دحداح کی میراث ان کے بھانجے کو دی۔ (شریفیہ)

۴۔ امرائے شام نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک تحریر بھیجی جس میں اور امور کے علاوہ یہ بات بھی ذکر تھی کہ اس دوران کہ وہ تیر اندازی کر رہے تھے ایک بچہ گزرا جس کو ان میں سے ایک کا تیر لگا اور وہ مر گیا اور ایک ماموں کے علاوہ اس کا کوئی وارث اور قرابتدار نہیں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا کہ اس (مقتول بچے) کی دیت اس کے ماموں کو ملے گی۔ ماموں تو والد ہے [1]

ب۔ زید بن ثابت اور ابن عباس کی شاذ روایت کے مطابق ذوی الارحام وارث نہ ہوں گے اور مال بیت المال میں جمع کر دیا جائے گا۔

---

[1] اعلاء السنن جلد ۱۸ صفحہ ۴۰۴

تابعین میں سے سعید بن مسیب اور سعید بن جبیر رحمہما اللہ نے اسی قول کو اختیار کیا ہے اور یہی قول مالک وشافعی وابو ثور داؤد اور ابن جریر رحمہم اللہ کا ہے ۔ ان کے دلائل یہ ہیں ۔

۱۔ آیات میراث میں ذوی الفرائض اور عصبات کے حصّوں کا ذکر ہے ۔ ذوی الارحام کے لیے کچھ ذکر نہیں ہے ۔

۲ ۔ عن عطاء قال اتی رجل من اھل العالیۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللّٰہ ان رجلا ھلك وترك عمۃ و خالۃ انطلق تقسم میراثہ فتبعہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی حمار وقال یا رب رجل ترك عمۃ وخالۃ ثم قال لا اری ینزل علی شیٔ لا شیٔ لھما ۔

ترجمہ :۔ عطاء رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اہل عالیہ میں سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ ایک شخص مرگیا ہے اور اس نے ایک پھوپھی اور ایک خالہ اپنے پیچھے چھوڑی ہے ۔ آپ چلئے اور اس کی میراث تقسیم فرما دیجیے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گدھے پر سوار اس کے پیچھے چلے اور فرمایا اے میرے رب ایک شخص نے پھوپھی اور خالہ چھوڑی ہے ۔ پھر فرمایا میں خیال نہیں کرتا کہ مجھ پر کچھ نازل ہوگا ان دونوں کے لیے کچھ نہیں ہے ۔

اور طریقوں سے جو روایتیں ملتی ہیں ان میں اس طرح آتا ہے ۔

ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم سئل عن میراث العمۃ و الخالۃ فسکت فنزل علیہ جبریل علیہ السّلام فقال حدثنی جبریل ان لا میراث لھما ۔

ترجمہ :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھوپھی اور خالہ کے میراث پانے کی بابت سوال کیا گیا تو آپ نے خاموشی اختیار کی پھر فرمایا مجھ سے جبریل نے بیان کیا کہ ان کے لیے کچھ میراث نہیں ہے ۔

پہلے قول کے قائلین کی جانب سے انکا یہ جواب دیا جاتا ہے کہ عطاء رحمہ اللہ کی روایت میں

لا أدری ینزل علی شیٔ کے الفاظ کی بنا پر لا شیٔ لھما کا فیصلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد کی بنا پر تھا ۔ مراد یہ تھی کہ ابھی تک اس بارے میں مجھ پر کچھ نازل نہیں کیا گیا ۔ پھر بعد میں وا ولو الادحام بعضھم أولی ببعض نازل ہوئی جس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ الخال وارث من لا وارث لہ ۔ یہ ممکن نہیں کہ ہم ترتیب کو برعکس کریں کیونکہ اگر آیت کا نزول پہلے ہوا ہوتا تو نبی علیہ الصلاۃ والسلام یہ ارشاد نہ فرماتے لا أدری ینزل علی شیٔ ۔

دوسری روایتوں میں یہ احتمال ہے کہ اصحاب الفرائض یا عصبات میں سے کوئی وارث موجود ہو ۔ اور جبریل علیہ السلام نے آکر یہ بتا دیا کہ (مقدم وارث کے ہوتے ہوئے) پھوپھی اور خالہ کو کچھ نہیں ملتا ۔

۵ ۔ مولائے موالات | موالات یہ ہے کہ ایک مجہول النسب شخص کسی معلوم النسب شخص سے کہے کہ تو میرا مولا (دوست و حلیف) ہے جب میں مر جاؤں تو تو میرا وارث ہوگا اور جب مجھ سے کوئی جنایت ہو جائے تو تو دیت ادا کرے گا اور دوسرا قبول کرے ۔

مولائے موالات کے وارث ہونے نہ ہونے کے بارے میں بھی دو قول ہیں :

ا ۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ وارث نہیں ہوتا ۔ شعبی اور شافعی رحمہما اللہ نے یہی قول لیا ہے ۔

شعبی رحمہ اللہ کا قول ہے الا لا ولاء الا ولاء العتاقۃ (آگاہ ہو کہ سوائے آزاد کرنے کے ولاء کے اور کوئی ولاء نہیں ہے)

ب ۔ عمر، علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم کے نزدیک وارث ہوگا ۔ ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے یہی قول اختیار کیا ہے ۔

ان کے دلائل یہ ہیں : ا ۔ والذین عقدت ایمانکم فاتوھم نصیبھم

اس آیت میں حصہ سے مراد میراث کا حصہ ہے اور عقد سے مراد عقد موالات ہے ۔

فرمانِ الٰہی وا ولوالادحام بعضھم أولی ببعض مذکورہ بالا آیت کے لیے مطلقاً ناسخ نہیں ہے بلکہ اس شخص کے حق میں ناسخ ہے جس کا اور رشتہ دار موجود ہو ۔ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے قول المسلمون علی شروطھم سے بھی اس قول کی تائید ہوتی ہے ۔

۲۔ قال علیہ السلام لتمیم الداری ھو اخوک ومولاک فانت احق بمحیاہ ومماتہ (تمیم داری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ جو شخص میرے ہاتھ پر اسلام لاکر میرا مولائے موالات بن جائے اس کا کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ تمہارا بھائی اور مولی ہوگیا تم اُس کی موت وحیات میں سب سے زیادہ مستحق ہوئے)۔

۶۔ جس کے لیے نسب کا اقرار کیا گیا ہے:

عن الاعمش عن ابراھیم فی الاخوۃ یدعی بعضھم الاخ وینکر الآخرون قال یدخل معھم بمنزلۃ عبد یکون بین الاخوۃ فیعتق احدھم نصیبہ قال وکان عامر والحکم واصحابھما یقولون لایدخل الا فی نصیب الذی اعترف بہ رواہ الدارمی وقال الدارمی اخبرنا ابو نعیم قال قلت لشریک کیف ذکر فی الاخوین یدعی احدھما اخا قال یدخل علیہ فی نصیبہ قلت من ذکرہ قال جابر عن عامر عن علی[۱]

ترجمہ:۔ چند بھائی ہوں ان میں سے ایک کسی بھائی کا دعویٰ کرتا ہو اور دوسرے انکار کرتے ہوں۔ اس کے بارے میں ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ وہ ان بھائیوں کے ساتھ داخل ہوگا مثل غلام کے جو چند بھائیوں کا ہو اور ان میں سے ایک اپنا حصہ آزاد کردے۔ اعمش کہتے ہیں کہ عامر اور حکم اور ان کے اصحاب کہتے تھے کہ وہ بھائیوں کے ساتھ داخل نہیں ہوگا مگر صرف اس بھائی کے حق میں جس نے اس کا اعتراف و دعویٰ کیا ہے ..... ابو نعیم کہتے ہیں کہ میں نے شریک سے کہا کہ دو بھائیوں میں سے ایک (کسی اور شخص کے) بھائی ہونے کا دعویٰ کرتا ہو اس کے بارے میں کیا کہا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ دعویٰ کرنے والے کے حصے میں داخل ہوگا

---

[۱] اعلاء السنن جلد ۱۸ ص ۴۰۳

ابونعیم کہتے ہیں میں نے پوچھا یہ بات کس نے کہی ہے انہوں نے جواب دیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بواسطہ جابر و عامر کے۔

۷۔ وارث کی عدم موجودگی میں وہ شخص جس کیلیے کل مال کی وصیت کی گئی ہو:

ا۔ عن عبد اللہ بن مسعود انہ قال یا معشر ھمدان انہ یموت الرجل منکم ولا یترک وارثا فلیضع مالہ حیث احب۔	عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے گروہ ہمدان تم میں سے جو شخص بغیر کسی وارث کو چھوڑے جائے تو اس کا مال جہاں وہ چاہے خرچ کرے۔

اس قول کو حسن بصری مسروق۔ ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب شریک اور اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ نے اختیار کیا ہے۔

ب۔ مالک ابن شبرمہ اوزاعی شافعی اور احمد رحمہم اللہ کا قول ہے کہ میت تہائی مال سے زیادہ کی وصیت نہیں کرسکتا خواہ اس کا کوئی وارث ہو یا نہ ہو۔

۸۔ بیت المال:

مذکورہ بالا لوگوں کی عدم موجودگی میں میت کے ترکہ کو لاوارث مال ہونے کی بنا پر بیت المال میں جمع کر دیا جائے گا۔

اصحاب الفرائض

یہ تیرہ اشخاص ہیں چار مرد اور نو عورتیں۔

ا۔ بیٹی۔ اگر ایک ہو تو کل قابل تقسیم ترکہ کا نصف اور اگر دو یا دو سے زائد ہوں تو کل ترکہ کا دو تہائی۔

قرآن پاک میں ہے:

فان کن نساء فوق اثنتین فلھن ثلثا ما ترک وان کانت واحدۃ فلھا النصف۔

ترجمہ:۔ بیٹیاں اگر (دو ہوں) یا دو سے زائد ہوں تو ان کے لیے ترکہ میں سے دو

ثلث ہے۔ اور اگر ایک بیٹی ہو تو کل مال میں سے نصف)

عن جابر قال جاءت امرأة سعد بن الربيع بابنتيها من سعد بن الربيع الی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فقالت یا رسول اللّٰہ هاتان ابنتا سعد بن الربيع قتل ابوهما معك یوم احد شهیدا وان عمهما اخذ مالهما ولم یدع لهما مالا ولا تنکحان الا ولهما مال قال یقضی اللّٰہ فی ذٰلك فنزلت اٰیة المیراث فبعث رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم الی عمهما فقال اعط لابنتی سعد الثلثین واعط امهما الثمن وما بقی فهو لك۔

ترجمہ:۔ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی بیوی سعد بن ربیع سے اپنی دو بیٹیوں کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہا یا رسول اللہ یہ دونوں سعد بن ربیع کی جو آپ کے ساتھ جنگ احد میں شہید ہو گئے تھے بیٹیاں ہیں اور ان کے چچا نے ان کا مال لے لیا ہے اور ان کے لیے مال نہیں چھوڑا اور بغیر مال کے ان کا نکاح نہیں ہو سکتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس بارے میں اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائیں گے۔ پس آیت میراث نازل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چچا کو بلا بھیجا اور اس سے فرمایا سعد کی دونوں بیٹیوں کو دو تہائی دے دو اور ان (بچیوں) کی ماں کو آٹھواں حصہ دے دو اور جو باقی بچے وہ تمہارے لیے ہے۔

یہ اس صورت میں ہے جب میت کا کوئی بیٹا نہ ہو۔ بیٹے کی موجودگی میں بیٹی عصبہ بن جاتی ہے اور پھر اصحاب الفرائض کو ان کے حصے دینے کے بعد باقی مال بیٹے بیٹیوں میں اس طور پر تقسیم ہوگا کہ دو حصے بیٹے کے ہوں گے اور ایک حصہ بیٹی کا ہوگا۔ اس کی تصریح قرآن پاک میں یوں ہے یوصیکم اللّٰہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین۔

۲۔ پوتی۔ صحابہ وفقہاء رضی اللہ عنہم کا اس پر اجماع ہے کہ بیٹی کی عدم موجودگی میں پوتی بیٹی کے قائم مقام ہوگی۔

لہٰذا اگر ایک ہو تو اس کو نصف اور اگر دو یا زائد ہوں تو ان کو دو تہائی ملے گا۔

اگر ایک بیٹی بھی ہو تو پوتیوں کو چھٹا حصّہ ملے گا۔

عن هزيل بن شرحبيل قال اتيت ابا موسىٰ وسلمان بن ربيعة في ابنة وابنة ابن والاخت لأب وام فقالا للابنة النصف وللأخت النصف وقالا ائت ابن مسعود فانه سيتابعنا فأتيته فاخبرته فقال لقد ضللت اذا وما انا من المهتدين ولكن اقضي بما قضىٰ به رسول الله صلى الله عليه وسلم للابنة النصف ولابنة الابن السدس وما بقي فللاخت۔

ترجمہ :۔ ہزیل بن شرحبیل کہتے ہیں کہ میں ابوموسیٰ اور سلمان بن ربیعہ رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹی، پوتی اور عینی بہن کی میراث کے بارے میں پوچھنے گیا۔ ان دونوں نے جواب دیا بیٹی کے لیے نصف اور بہن کیلیے نصف ہوگا اور تم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس بھی جاؤ وہ بھی ہماری ہمنوائی کریں گے۔ میں پھر ان کے پاس گیا اور ان کو بات بتائی تو انہوں نے فرمایا (ان کا سا جواب دینے میں تو) گمراہ ہونگا اور ہدایت یافتوں میں نہ ہونگا۔ لیکن میں تو اس کے مطابق فیصلہ کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا (اس فیصلہ کا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو علم تھا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ وغیرہ کو نہیں اس لیے انہوں نے اپنے اجتہاد سے جواب دیا تھا) بیٹی کے لیے نصف ہے پوتی کے لیے چھٹا حصّہ اور باقی بہن کے لیے۔

بیٹے اور بیٹی کی عدم موجودگی میں اگر پوتا یا پڑپوتا وغیرہ بھی ہو تو پوتی عصبہ بن جائے گی اور اس طرح دو حصّے پوتے وغیرہ کے اور ایک حصّہ پوتی کا ہوگا۔

۳ ۔ زوجہ ۔ میت کی اگر کوئی اولاد ہو تو زوجہ کو آٹھواں حصّہ ملتا ہے اور اگر اس کی کوئی اولاد نہ ہو تو چوتھائی حصّہ ملتا ہے۔ قرآن پاک میں ہے۔ ولهن الربع مما تركتم ان لم يكن لكم ولد فان كان لكم ولد فلهن الثمن مما تركتم۔

۴ ۔ ماں ۔ میت کی اولاد ہو تو ماں کو چھٹا حصّہ ملے گا۔

اولاد نہ ہونے کی صورت میں اگر میت کے دو یا زائد بھائی بہن ہوں تو ماں کو چھٹا حصّہ

ملے گا اور اگر اتنے بھائی بہن بھی نہ ہوں تو ماں کو تیسرا حصّہ ملے گا۔

ولابویہ لکل واحد منہما السدس مما ترك ان کان له ولد فان لم یکن له ولد وورثه ابواه فلامه الثلث فان کان له اخوة فلامه السدس الآیة۔

۵۔ باپ۔ باپ کے لیے چھٹا حصّہ ہے۔ البتہ اولاد کے نہ ہونے کی صُورت میں باپ عصبہ بھی بنے گا۔

ولابویہ لکل واحد منہما السدس مما ترك ان کان له ولد فان لم یکن له ولد وورثه ابواه فلامه الثلث۔

۶۔ شوھر۔ میت بیوی کی اولاد ہونے کی صُورت میں شوہر کو چوتھا حصّہ اور اولاد نہ ہونے کی صُورت میں نصف ترکہ ملتا ہے۔

ولکم نصف ما ترك ازواجکم ان لم یکن لهن ولد فان کان لهن ولد فلکم الربع مما ترکن الآیة۔

۷۔ دادا۔ میت کے باپ کی عدم موجودگی میں دادا کو چھٹا حصّہ ملے گا۔

عن عمران بن حصین قال جاء رجل الی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فقال ان ابن ابنی مات فمالی من میراثه قال لك السدس فلما ادبر دعاه فقال سدس اٰخر فلما ادبر دعاه فقال لك السدس الاٰخر طعمة۔

ترجمہ:۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ میرا پوتا مر گیا ہے لہذا اس کی میراث میں میرے لیے کتنا حصّہ ہے آپ نے فرمایا تیرے لیے چھٹا حصّہ ہے۔ جب وہ مڑا تو آپ نے اسے بلایا اور فرمایا تیرے لیے ایک اور چھٹا حصّہ ہے۔ جب وہ مڑا تو آپ نے اسے بلایا اور فرمایا دوسرا چھٹا حصّہ تیرے لیے رزق ہے۔

۸۔ دادی و نانی (جدہ)۔ جدہ صحیحہ کے لیے چھٹا حصّہ ہے۔

عن قبیصة بن ذویب قال جاءت الجدة الی ابی بکر فسئالته میراثها

فقال مالك فی کتاب اللہ شیٔ وما علمت لك فی سنة رسول اللہ شیئا فارجعی حتی اسأل الناس فقال المغیرة بن شعبة حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اعطاها السدس فقال هل معك غیرك فقال محمد بن مسلمة الانصاری فقال مثل ما قال المغیرة بن شعبة فانفذها ابوبکر ثم جاءت الجدة الاخری الی عمر فسألته میراثها فقال مالك فی کتاب اللہ شیٔ ولکن هو ذلك السدس فان اجتمعتا فهو بینکما وایکما خلت به فهو لها۔

ترجمہ :۔ قبیصہ بن ذویب کہتے ہیں کہ ایک دادی ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور میراث میں اپنے حصّے کے بارے میں سوال کیا۔ انہوں نے فرمایا تیرے لیے کتاب اللہ میں کوئی حصّہ ذکر نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں مجھے علم نہیں کہ تیرے لیے کیا ہے۔ تو لوٹ جا یہاں تک میں اس کے بارے میں لوگوں سے پوچھ لوں۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ نے دادی کو چھٹا حصّہ دیا تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا تمہارے ساتھ کوئی اور بھی تھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں محمد بن مسلمہ انصاری۔ (ان سے پوچھا تو) انہوں نے بھی مغیرہ بن شعبہ کی مثل بات کہی۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دادی کے لیے چھٹا حصّہ نافذ کیا۔ پھر ایک اور دادی عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور ان سے اپنی میراث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کتاب اللہ میں تیرے لیے کچھ ذکر نہیں ہے لیکن وہ چھٹا حصّہ ہے۔ اگر تم دو ہو جاؤ تو وہی تمہارے درمیان ہوگا اور تم میں سے جو اس کے ساتھ منفرد ہو تو وہ کل چھٹا حصّہ اس کا ہے۔

عن عبادة بن الصامت ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قضی للجدتین من المیراث بالسدس بینهما۔

ترجمہ :۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو جدّہ کے درمیان میراث میں سے چھٹے حصّہ کا فیصلہ دیا۔

عن بریدة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم جعل للجدۃ السدس اذا لم یکن دونھا ام۔

ترجمہ:۔ بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جدہ کے لیے چھٹا حصہ کیا جبکہ اس سے ورے ماں نہ ہو۔

عن عبد الرحمٰن بن یزید قال اعطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث جدات السدس ثنتین من قبل الاب و واحدۃ من قبل الام[1]

ترجمہ:۔ عبد الرحمٰن بن یزید کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین جدہ کو چھٹا حصہ دیا دو باپ کی جانب سے تھیں (یعنی دادیاں تھیں) اور ایک ماں کی جانب سے تھی۔ (یعنی نانی تھی)۔

نوٹ: جدہ دادی اور نانی دونوں کو کہتے ہیں۔ جدہ صحیحہ اصحاب الفروض میں سے ہے جبکہ جدہ فاسدہ ذوی الارحام میں سے ہے۔ نانی صحیحہ وہ ہے جس کے رشتے میں مرد کا علاقہ درمیان میں نہ ہو (مثلاً ماں کی ماں اور نانی کی ماں) دادی صحیحہ میں شامل ہے باپ کی ماں، دادا کی ماں پڑدادا کی ماں وغیرہ۔

۱۰۔ **بہن** ۔ بہنیں تین قسم کی ہیں۔ ۱۔ عینی بہن یعنی جو ماں باپ دونوں میں شریک ہو۔ ۲۔ اخیافی بہن (جو صرف ماں میں شریک ہو۔ باپ مختلف ہوں) ۳۔ علاتی بہن (جو صرف باپ میں شریک ہو ماں مختلف ہو)۔

اخیافی بہن اور اخیافی بھائی کسی میت کے اولاد و والدین نہ ہوں اور اس کا کوئی ایک اخیافی بھائی یا بہن ہو تو اس کو چھٹا حصہ ملے گا اور اگر اخیافی بہن بھائی زیادہ ہوں تو سب ایک تہائی میں شریک ہوں گے۔

ان کان رجل یورث کللۃ أو امرأۃ ولہ أخ أو أخت فلکل واحد منھما السدس فان کانوا اکثر من ذٰلک فھم شرکاء فی الثلث۔

ترجمہ:۔ اور اگر کوئی میت جس کی میراث دوسروں کو ملے گی خواہ وہ میت مرد

---

[1] اعلاء السنن ج ۱۹ ص ۳۷۸

ہو یا عورت ایسا ہو جس کے نہ اصول ہوں (یعنی باپ دادا) اور نہ فروع ہوں (یعنی اولاد اور بیٹے کی اولاد) اور اس (میت) کے ایک بھائی یا ایک بہن (اخیافی) ہو تو دونوں میں سے ہر ایک کو چھٹا حصّہ ملے گا اور اگر یہ لوگ اس سے (یعنی ایک سے) زیادہ ہوں (مثلاً دو ہوں یا زیادہ) تو وہ سب تہائی میں (برابر کے) شریک ہوں گے (اور ان میں مذکر و مؤنث کا برابر حصّہ ہے)۔

اُس مقام پر اخیافی کی قید لگانے کی وجوہ یہ ہیں۔

۱۔ عام مفسرین کے نزدیک یہ قید ثابت ہے یہاں تک کہ بعض نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

۲۔ سعید بن ابی وقاص کی قرارت اس طرح ہے ولہ أخ أو أخت من أم اور ابی رضی اللہ عنہ کی قرارت میں من الام کے الفاظ ہیں۔ یہ قرارت اگرچہ شاذ ہے لیکن جب شاذ قرارت صحیح سند سے ثابت ہو تو وجوب عمل میں یہ خبر واحد کی مثل ہوتی ہے۔

۳۔ اس مقام پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ان بھائی بہنوں کو چھٹے اور تہائی کا مستحق ٹھیرایا ہے اور یہی دو حصّے ماں کے اوپر ذکر ہو چکے ہیں اس مناسبت سے یہ بھائی بہن وہی معلوم ہوتے ہیں جو ماں میں شریک ہوں اور عینی اور علاتی بھائی بہنوں کا حکم سورہ نساء کے آخر میں آتا ہے جو بالاتفاق ہے۔ اس سے بھی ثابت ہوا کہ یہاں ان کے علاوہ اور قسم مذکور ہے اور شاید یہاں سدس اور ثلث کے قرینے سے من الام کی قید چھوڑ دی ہو اور وہاں للذکر مثل حظ الانثیین کے قرینہ سے من الابوین یا من الاب کی قید چھوڑ دی ہو کیونکہ اس قید سے مفہوم ہوا کہ کسی ایسے کا ذکر ہے جو بنفسہ یا بغیرہ عصبہ بن جاتا ہے اور اخیافی کبھی عصبہ نہیں ہوتا[۱]

عینی اور علاتی بہن والدین اور اولاد نہ ہونے کی صورت میں اگر ایک عینی یا علاتی بہن ہو تو اس کو نصف ملے گا اور اگر یہ زائد ہوں تو ترکہ کے دو تہائی ملیں گے اور عینی یا علاتی بہن کے ساتھ بھائی بھی ہو تو سب اس طرح ترکہ میں شریک ہونگے کہ بھائی کو دو حصّے اور بہن کو ایک حصّہ۔

قل اللّٰہ یفتیکم فی الکللۃ ان امرؤ ھلك لیس لہ ولد ولہ اخت فلھا نصف ما ترك وھو یرثھا ان لم یکن لھا ولد۔ فان کانتا

---

[۱] بیان القرآن مولانا تھانویؒ

اثنتین فلهما الثلثن مما ترك وان كانوا اخوة رجالا ونساء فللذكر مثل حظ الانثیین ۔

ترجمہ :۔ آپ فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ تم کو کلالہ کے باب میں حکم دیتا ہے (وہ یہ ہے کہ) اگر کوئی شخص مر جائے جس کے اولاد نہ ہو (یعنی نہ مذکر نہ مؤنث اور نہ ماں باپ ہوں) اور اس کے ایک (عینی یا علاتی) بہن ہو تو اس (بہن) کو اس تمام ترکہ کا نصف ملے گا (یعنی بعد حقوق متقدمہ) اور وہ شخص (اس اپنی) بہن کا وارث (کل ترکہ کا) ہوگا اگر (وہ بہن مر جائے اور) اس کی اولاد نہ ہو (اور والدین بھی نہ ہوں) اور اگر (ایسی) بہنیں دو (یا زیادہ) ہوں تو ان کو اس کے کل ترکہ میں سے دو تہائی ملیں گے اور اگر (ایسی میت کے جس کی نہ اولاد ہو نہ والدین خواہ وہ میت مذکر ہو یا مؤنث) وارث چند (یعنی ایک سے زیادہ ایسے ہی) بھائی بہن ہوں مرد اور عورت تو (ترکہ اس طرح تقسیم ہوگا کہ) ایک مرد کو دو عورتوں کے حصّہ کے برابر۔

نوٹ : کلالہ کی تفسیر میں چند اقوال ہیں۔

اوّل : کلالہ اس میت کو کہتے ہیں جس نے اپنے پیچھے اولاد اور والد نہ چھوڑے ہوں۔ اس وقت اس کے وارث اس کے بہن بھائی ہوتے ہیں۔

دوم : کلالہ وہ وارث ہوتے ہیں جن میں اولاد و والد نہ ہوں۔ پس میت کے بہن بھائی کلالہ ہوئے۔

سوم : کلالہ مصدر ہے جس کے معنی ہیں قوت کا ختم ہو جانا۔ والد و اولاد کے علاوہ جہت سے قرابت کے لیے کلالہ کو استعمال کرتے ہیں کیونکہ والد و اولاد کی قرابت کے اعتبار سے دوسری طرف کی قرابت کمزور ہوتی ہے۔

چہارم : کلالہ مال موروث کو کہتے ہیں جبکہ میت کی اولاد و والد نہ ہوں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کی کلالہ کی تفسیر میں روایات۔

۱۔ عن الشعبی قال قال ابوبکر رضی اللہ عنه الكلالة ما خلا الولد والوالد

ترجمہ : شعبی کہتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کلالہ اولاد اور والد کے علاوہ وارثوں کو کہتے ہیں۔

۲۔ روی طاؤس عن ابن عباس قال کنت اٰخر الناس عھدا بعمر بن الخطاب فسمعتہ یقول القول ما قلت قلت وما قلت قال الکلالۃ من لا ولد لہ ۔

ترجمہ: طاؤس روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا لوگوں میں سے سب سے آخر میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ میری ملاقات رہی تو میں نے ان کو وہی بات کہتے ہوئے سنی جو میں کہتا تھا۔ طاؤس کہتے ہیں میں نے پوچھا آپ کیا کہتے تھے جواب دیا کہ کلالہ وہ شخص (مورث) ہے جس کی اولاد نہ ہو۔

۳۔ عن الحسن بن محمد قال سألت ابن عباس عن الکلالۃ فقال من لا ولد لہ ولا والد ۔

ترجمہ: حسن بن محمد کہتے ہیں میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کلالہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ شخص (مورث) ہے جس کی اولاد و والد نہ ہوں۔

امام رازی رحمہ اللہ تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں:

الکلالۃ قد تجعل وصفا للوارث و للمورث ...... وأما بیان ان ھذا اللفظ مستعمل فی الوارث فالدلیل علیہ ما روی جابر قال مرضت مرضا اشفیت منہ علی الموت فاتانی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یا رسول اللہ انی رجل لا یرثنی الا کلالۃ وارادبہ انہ لیس لہ والد ولا ولد ۔ واما انہ مستعمل فی المورث فقول الفرزدق ؎

ورثتم قناۃ الملک لا عن کلالۃ عن ابنی مناف عبد شمس وھاشم

فان معناہ انکم ما ورثتم الملک عن الاعمام بل عن الآباء فسمی العم کلالۃ وھو ھھنا مورث لا وارث ۔

ترجمہ: کلالہ کو کبھی وارث کی صفت بنایا جاتا ہے اور کبھی مورث کی ..... اس بات کا بیان کہ یہ لفظ وارث کے لیے مستعمل ہے۔ اس کی دلیل حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں سخت بیمار رہا جس سے موت کے کنارے پر پہنچ گیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے تو میں نے کہا یا رسول اللہ نہیں ہے میرا کوئی وارث مگر کلالہ اور اس سے انکی مراد یہ تھی کہ انکی اولاد اور انکے والد نہیں ہیں۔ اور اس بات کا بیان کہ کلالہ کا استعمال مورث کیلیے ہوتا ہے فردق کا یہ شعر ہے ورثتم قناة الملك لا عن كلالة عن ابنى مناف عبد شمس وهاشم کیونکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ تم نے ملک چچاؤں سے میراث میں نہیں پایا ہے بلکہ آبا سے پایا ہے۔ فرزدق نے چچا کو کلالہ کہا جو یہاں مورث ہے وارث نہیں۔

عصبات

پہلے یہ حدیث ذکر کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا الحقوا الفرائض باھلھا فما بقی فھو لاولی رجل ذکر (حصہ حصے والوں کو دو اور جو باقی بچے وہ قریب ترین مرد کے لیے ہے) جس سے معلوم ہوا قرب و بعد میں مدارج ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

عصبات دو قسم کے ہیں نسبی اور سببی۔ لیکن نسبی کو قوی تر ہونے کی بنا پر سببی پر تقدم حاصل ہے۔

عصبات نسبی : یہ تین قسمیں ہیں جو تقدیم و تاخیر کے اعتبار سے حسب ذیل ترتیب میں ہیں۔

ا۔ عصبہ بنفسہ۔ یہ ہر وہ مرد ہے جس کی میت کے ساتھ نسبت میں کوئی عورت داخل نہ ہوتی ہو۔ یہ چار طرح کے ہیں۔

اوّل۔ جزء میت یعنی میت کا بیٹا پوتا پڑپوتا وغیرہ

دوم۔ اصل میت یعنی میت کا باپ دادا پڑدادا۔

سوم۔ میت کے باپ کا جزء جیسے بھائی۔ بھتیجے وغیرہ۔

چہارم۔ میت کے دادا کا جزء جیسے چچا تایا اور چچازاد تایا زاد بھائی وغیرہ۔

عصبہ لغیرہ : یہ وہ چار قسم کی عورتیں ہیں جن کا مقررہ حصہ نصف اور دو تہائی ہوتا ہے۔

۱۔ بیٹی ۲۔ پوتی ۳۔ ماں باپ شریک یعنی عینی بہن ۴۔ باپ شریک یعنی علاتی بہن۔

یہ چاروں اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبہ بنتی ہیں۔

بیٹی اور پوتی کے عصبہ ہونے پر قرآن پاک کی یہ آیت دلیل ہے۔

یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین۔

عینی اور علاتی بہن کے عصبہ ہونے پر یہ آیت دلیل ہے۔

وان کانوا اخوۃ رجالا ونساء فللذکر مثل حظ الانثیین ۔

عصبہ مع غیرہ : یہ وہ عورت ہے جو دوسری عورت کے ساتھ مل کر عصبہ بنتی ہو جیسا عینی یا علاتی بہن عصبہ بنتی ہے بیٹی یا پوتی کے ساتھ مل کر ۔

۱ ۔ عن الاسود بن هلال انه سمع معاذ بن جبل يقول وهو على المنبر ورث مال رجل ترك ابنته واختا فجعل لابنته النصف ولاخته النصف ورسول الله صلى الله عليه وسلم حي بين اظهرهم

ترجمہ : اسود بن ہلال کہتے ہیں کہ انہوں نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو منبر پر کہتے ہوئے سنا ۔ اس شخص کا مال میراث بنا ہے جس نے ایک بیٹی اور ایک بہن چھوڑی ۔ اور انہوں نے نصف بیٹی کو دیا نصف میت کی بہن کو دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی ان (صحابہ) کے درمیان حیات تھے ۔

۲ ۔ حدثنا بشير بن عمرو قال سألت ابن ابي الزناد رجل ترك بنتا واختا فقال لابنته النصف ولاخته ما بقي ۔

ترجمہ : بشیر بن عمرو کہتے ہیں کہ میں نے ابن ابی الزناد سے ایک شخص کے بارے میں پوچھا جس نے اپنے پیچھے ایک بیٹی اور ایک بہن چھوڑی ۔ تو انہوں نے فرمایا اس کی بیٹی کے لیے نصف ہے اور بقیہ اس کی بہن کے لیے ہے ۔

۳ ۔ عن خارجة بن زيد ان زيد بن ثابت كان يجعل الاخوات مع البنات عصبة ۔

ترجمہ : خارجہ بن زید سے روایت ہے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیٹیوں کے ساتھ بہنوں کو عصبہ بناتے تھے ۔

عصبہ سببی ۔ مولائے عتاقہ | نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے الولاء لحمة كلحمة النسب (ولاء قرابت ہے مثل نسب کی قرابت کے) نیز ارشاد ہے : الولاء لمن اعتق ۔ ولاء اس شخص کیلیے ہے جو آزاد کرے

یہاں تک میراث کے چیدہ چیدہ اور اکثر پیش آنے والے مسائل مدلل ذکر کیے گئے ہیں تفصیلات علم میراث کی کتابوں میں مفصل درج ہیں ۔